ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیام حیاء

Payam-e-haya

شمارہ نمبر
64

AUG 2026

صفر المظفر 1448ھ

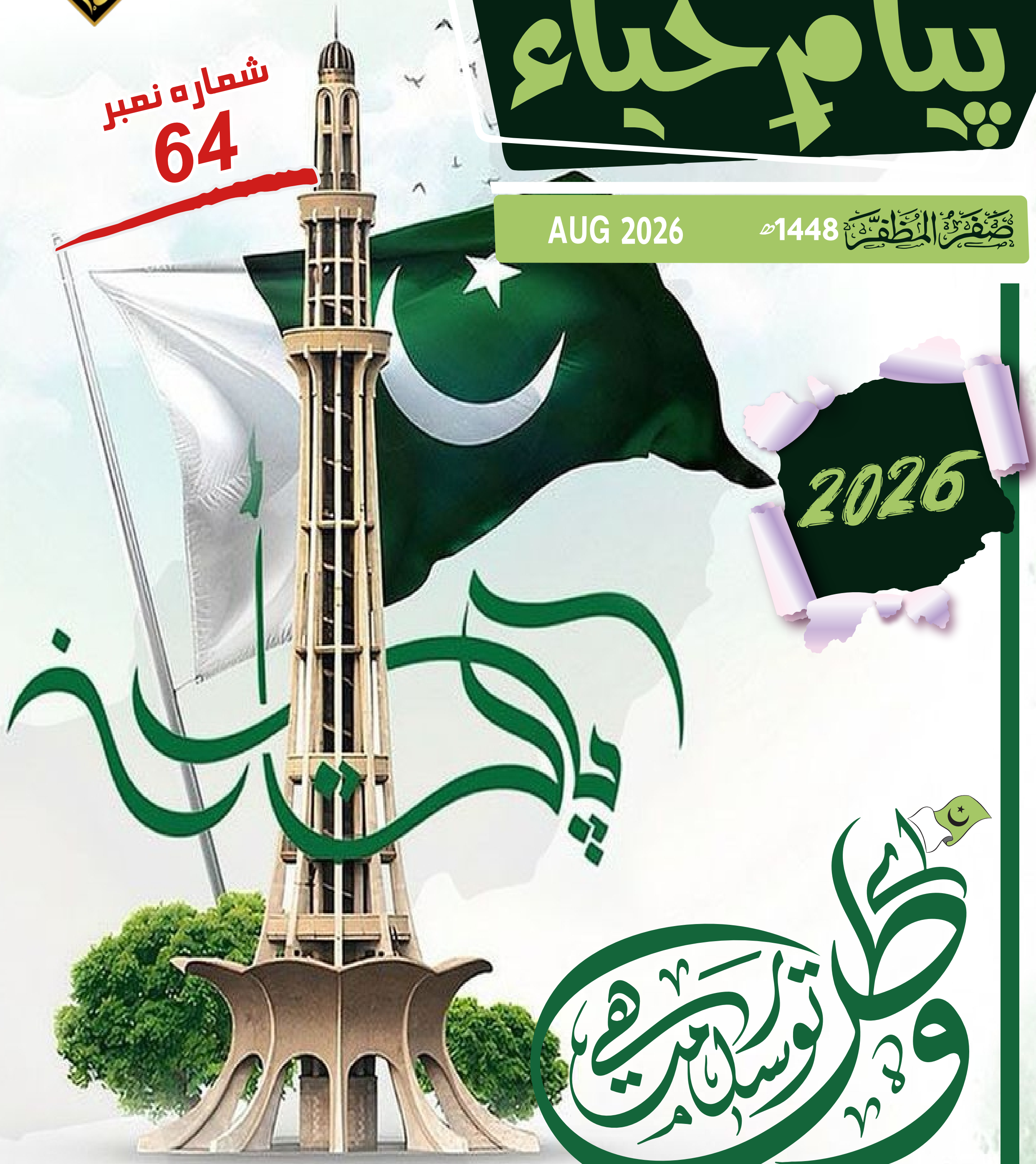

پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا ان شاء اللہ

Pakistan

HAPPY INDEPENDENCE DAY

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (ساجدہ بتول)	4
اداریہ: آزادی کا مقصد اور ہماری ذمہ داری	5
نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6
آزادی نعمت ہے (مفتی عبدالرحمن)	8
اسکول کی تیاری ماؤں کے لئے آسان مینجمنٹ (فاطمہ سعید الرحمن)	9
کامیاب نوجوان کی عادتیں (ابو محمد)	11
آزادی کی عالمی اور ملکی حالات کے تناظر میں (عذرا خالد)	12
سیرت النبی ﷺ (زوجہ محمد اقبال)	14
تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار (سندس ارشد)	15

مضامین	صفحہ نمبر
صحت کا پیغام (ادارہ)	16
وہ جو ہار کر بھی جیت گئی (ام عبیرہ)	18
بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں (ام حسن	20
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص	21
تبصرے	22
ستارۂ شکیبائی۔۔قسط۳ (سہیمہ بتول)	23
جشن آزادی پاکستان (حجاب امجد۔۔سعودیہ)	25
صفر کے مہینے کی حقیقت (عدیسہ زاہد)	26
ہمدردی کا پل (شاکرہ)	27
میری والدہ کی کہانی میری زبانی (سائرہ ابراہیم)	28
ذرا مسکرائیں	29
پکوان (عائشہ صدیقہ)	30

Published at
www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیما رضوان۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

اور جب تمھارے رب نے آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں مزید دوں گا اور اگر تم کفر کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بہت شدید ہے۔

(14-ابراھیم:7)

کلام نبوی ﷺ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار، ختم الرسل، امام الانبیاء نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا: جب آپ کے پاس کوئی خوشخبری آتی تو آپ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جایا کرتے تھے۔‘‘

داؤد، باب في سجود الشكر، رقم:2774۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دل کے ہیں بدلے میں پائے محمد

جو دنیا میں تشریف لائے محمد
تو تھے نور میں تب نہائے محمد
تھا معراج میں قاب قوسین مقصود
تو تنہا ہی رب نے بلائے محمد
زمانے کو درکار خوشبو تھی تو پھر
زمانے میں رب نے بسائے محمد
عبس نام کی رب نے سورت اتاری
تھی ایسی حسین کچھ ادائے محمد
علیلِ مدینہ ہوں مت دو دوا تم
مری بس دوا ہے دوائے محمد
زباں کو درودوں سے ہم تر رکھیں جو
ملے گی ہمیں پھر شفائے محمد

جفائے زمانہ کا کچھ غم نہیں ہے
مجھے تو ملی ہے وفائے محمد
ہوا چاند دو لخت ان کی دعا سے
ذرا سی جو انگلی ہلائے محمد
ملے گی رضا رب کی پھر ہم کو یونہی
اگر پائیں ہم جو رضائے محمد
اتارا ہے شاہوں کی خلعت کو اس نے
جسے مل گئی ہے قبائے محمد
ہیں لکھے یہ اشعار خوں سے تو لیکن
پڑھیں گے کہاں اس کو ہائے محمد
بتول اپنی قسمت پہ جاؤں میں قرباں
کہ دل کے ہیں بدلے میں پائے محمد

ساجدہ بتول

اداریہ

جشنِ آزادی کا مقصد اور ہماری ذمہ داری

پیاری قاریاتِ کرام!

اگست کا مہینہ آتے ہی ہمارے دلوں میں پاکستان کی محبت اور آزادی کی خوشی کی ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ سبز ہلالی پرچم لہراتے ہیں، قومی نغمے گونجتے ہیں اور ہم اپنے وطن کی آزادی کا جشن مناتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی ہم نے سوچا کہ پاکستان ہمیں کیوں ملا تھا؟ آزادی کا اصل مقصد کیا تھا؟ اور آج بحیثیت پاکستانی ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟

پاکستان صرف زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کا نام نہیں تھا، بلکہ یہ ایک ایسی آزاد مملکت کا خواب تھا جہاں مسلمان اپنے دین، تہذیب، اقدار اور اسلامی اصولوں کے مطابق آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

آزادی کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے وطن کی تعمیر میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ ہم اپنے گھروں سے اس کا آغاز کر سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کی اچھی تربیت، تعلیم و کردار کی تعمیر، قانون کی پاسداری، سچائی، دیانت داری، صفائی، دوسروں کے حقوق کا خیال اور ملک و قوم کی خدمت یہ سب ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔

ایک ماں اپنی اولاد کی اچھی تربیت کر کے، ایک استاد علم و کردار کی روشنی پھیلا کر، ایک طالبہ محنت اور دیانت سے تعلیم حاصل کر کے، اور ہر شہری اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کر کے پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکتا ہے۔ پاکستان کی ترقی صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں، ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

اسی ماہ میں اسلامی سال کا ایک اہم مہینہ صفر المظفر بھی آتا ہے۔ صدیوں سے اس مہینے کے بارے میں معاشرے میں بعض غلط تصورات اور توہمات پائے جاتے ہیں، حالانکہ اسلام ہمیں کسی مہینے یا دن کو بذاتِ خود منحوس سمجھنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے عقائد کی اصلاح کریں اور ہر طرح کے باطل تصورات سے خود بھی بچیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

جشنِ آزادی مبارک

پیامِ حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوالِ زریں، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر واٹس ایپ کر سکتے ہیں۔
+92 313 2127970

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی نہایت سادہ تھی۔ جب اپنے دولت خانہ پر تشریف لے جاتے تو عام انسانوں کی طرح نظر آتے، اپنے کپڑوں کو صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے اور اپنی سب ضرورتیں خود انجام دیتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کا بستر بوسیدہ وکھردرا تھا، میں نے چاہا کہ اس کی جگہ دوسرا بستر رکھوں جو آپ کے لئے آرام دہ ہو، چنانچہ میں نے نرم بستر بچھا دیا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟"

میں نے کہا: میں آپ کا بستر سخت کھردرا دیکھی تھی تو میں نے اس نرم بستر کو پسند کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اسے اٹھادو، اللہ کی قسم! میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اسے نہ اٹھالو۔"

چنانچہ میں نے وہ بستر اٹھادیا۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا نبی کریم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟"

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "وہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنا سر صاف فرماتے، بکری کا دودھ دوہتے، کپڑا سیتے، اپنے کام سرانجام دیتے، اپنا جوتا ٹانکتے، عام لوگ اپنے گھروں میں جو کرتے ہیں وہ کرتے اور اپنے گھر والوں کی خدمت کرتے، لیکن جب مؤذن کی آواز سنتے تو نماز کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔"

نبی کریم ﷺ ازوارج مطہرات کے درمیان برابری فرماتے تھے اور دعا کرتے تھے: "یااللہ یہ میری برابری ہے جو میرے اختیار میں ہے تو اس بات (یعنی قلبی محبت) پر مواخذہ نہ کر، جو تیرے اختیار میں ہے، میرے نہیں۔"

اُمت کو بھی اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو اور میں تم میں سب سے بڑھ کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "(جب میری شادی کا ابتدائی دور تھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو میری

سہیلیاں (شرم کی وجہ سے) آپ ﷺ سے چھپ جاتی تھیں۔ لیکن آپ ﷺ ان کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلنے لگتی تھیں۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرمانے لگے: "جس وقت تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو میں جان جاتا ہوں اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔"

میں نے عرض کیا کہ آپ کسی طرح پہچان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اس طرح کہتی ہو۔ یہ بات نہیں، محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو، یہ بات نہیں، ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! (یعنی میرا نام نہیں لیتیں)۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ہاں ہاں یا رسول اللہ! یہ بات ٹھیک ہے لیکن میں صرف آپ کا نام (زبان سے) ہی چھوڑتی ہوں۔ (نہ کہ دل سے)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی لوگ مسجد میں اپنے نیزوں سے کرتب دکھا رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر سے میرے لئے پردہ کر رکھا تھا تا کہ میں بھی آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان سے ان مویشیوں کا کھیل دیکھتی رہوں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس وقت تک (پردہ کئے) کھڑے رہے جب تک میں خود وہاں سے نہ ہٹ گئی۔ اور اب تم خود اندازہ کر لو کہ ایک کم عمر لڑکی جو کھیل تماشہ کی شوقین ہو کتنی دیر تک کھڑی رہی ہو گی۔

بچوں سے پیار:

رسول اللہ ﷺ بچوں سے نہایت پیار محبت سے پیش آتے تھے، ان کی تربیت کے لیے بڑے پیارے انداز سے کوشش فرماتے تھے، اس شفقت سے ہدایات دیتے تھے کہ بچوں کے دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود بچوں کو بھی نظر انداز نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ بچوں کی پیدائش کے وقت کان میں اذان دلوانے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت ابورافع رض فرماتے ہیں: "جب حضرت فاطمہؓ کے ہاں حسن بن علیؓ کی پیدائش ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے ان کے کان میں اذان کہی۔"

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

آزادی نعمت ہے!

مفتی عبدالرحمن سعید

درس قرآن ڈاٹ کام کے ای میگزین پیام حیاء کو ہم نے وطن عزیز کی سالگرہ کے پُر مسرت موقع پر اگست شمارے کو پیش کیا ہے۔ میرا موضوع "آزادی نعمت ہے" ہمارے لیے 14 اگست محض ایک تاریخ نہیں ہے۔ بلکہ 14 اگست وہ امانت ہے جو میرے پورکھوں نے لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد ہمارے حوالے کی ہے۔ اور ہمیں بنا کسی قربانی کا دریغ کیے اسے اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔ 14 اگست وہ تشخص ہے جو ہمیں ساری دنیا سے جدا مقام دیتا ہے۔ 14 اگست وہ سحر ہے جس کی تلاش میں کئی ستارے ڈوب گئے۔ 14 اگست وہ پیغام ہے جسے ہم تک پہنچانے کے لیے نجانے کتنے قاصد راستوں کی دھول ہو گئے۔ ہمارے لیے 14 اگست محض ایک تاریخ نہیں ہے۔

ملا نہیں وطنِ پاک ہم کو تحفے میں
جو لاکھوں دیپ بجھے ہیں تو یہ چراغ جلا

14 اگست کا دن ہمارے سال کے تین سو پینسٹھ دنوں کا سردار دن ہے۔ یہ دن ہے تو ہماری عیدیں ہیں، یہ دن ہے تو میری خوشیاں ہیں، یہ دن ہے تو سب بہاریں ہیں، یہ دن ہے تو سب نظارے ہیں۔

یہ مملکت خداداد محض ایک ملک نہیں ہے، یہ حضرتِ اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہے، یہ قائد اعظم کے سارے جذبوں کی تصویر ہے، یہ کاتب تقدیر کی اک انمٹ سی تحریر ہے، صد شکر ہے میرے مولا کا، میرے پاس پاکستان ہے، اسی انمول تحفے کے لیے رب ذوالجلال کا شکر ادا کرنے کو یہ دن منایا جا رہا ہے جسے جشن آزادی یا یوم آزادی کا نام گیا ہے۔

آج کے دن ہمیں اپنے آباء واجداد کی بے مثال قربانیوں کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا ہے اور اس بے پایاں رحمت ایزدی پر سجدہ شکر بھی ادا کرنا ہے۔ ہمیں ان ماؤں کے بیٹوں کو خراجِ محبت پیش کرنا ہے

آخر میں میں بصد رنج و ملال یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وطن عزیز اس وقت اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ کچھ ہماری اپنی نادانیاں ہیں اور کچھ دشمنوں کی ریشہ دوانیاں۔ ہر طرف بھوک، افلاس کے ڈیرے ہیں۔ گھمبیر اندھیرے ہیں۔ بڑی دور سویرے ہیں۔ صنعت و حرفت، معیشت، تجارت۔ ہر شعبہ خسارے میں ہے۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ سیاسی، لسانی اور مذہبی اختلافات نے شدت پسندی کو فروغ دینا شروع کر دیا ہے۔

ہمیں پھر ابھرنا ہے، اپنی آن بان کی خاطر، پھر اپنی پہچان کی خاطر، پیارے پاکستان کی خاطر۔ ہم کو یہ شعلے نہیں، چاہت کی شبنم چاہیے۔ ہم کو یہ خنجر نہیں، زخموں کا مرہم چاہیے۔

ماؤں کے لیے اسکول کی تیاری آسان مینجمنٹ

فاطمہ سعید الرحمٰن

گرمیوں کی چھٹیاں ختم ہونے کو ہیں اور اسکول دوبارہ شروع ہونے والے ہیں۔ جہاں بچوں کے لیے اسکول کا نیا سیشن ایک نئی شروعات ہوتا ہے، وہیں ماؤں کے لیے بھی ایک مصروف روٹین کا آغاز ہوتا ہے۔ صبح جلدی اٹھنا، بچوں کو تیار کرنا، ناشتہ بنانا، لنچ باکس تیار کرنا، اسکول چھوڑنا، گھر کے کام، بچوں کی پڑھائی اور دیگر ذمہ داریاں بظاہر یہ سب بہت مشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن اگر تھوڑی سی منصوبہ بندی کرلی جائے تو یہی مصروف دن بہت آسان اور پرسکون بن سکتے ہیں۔

روٹین بنائیں

اسکول کھلنے سے چند دن پہلے ہی بچوں کے سونے اور جاگنے کا وقت آہستہ آہستہ اسکول کی روٹین کے مطابق کردیں۔ رات کو دیر تک جاگنے کی عادت اچانک بدلنے کے بجائے روزانہ تھوڑا تھوڑا وقت کم کریں۔ اس طرح بچے صبح آسانی سے اٹھ سکیں گے اور اسکول کے پہلے دنوں میں تھکن اور چڑچڑے پن کا سامنا کم ہوگا۔

رات کو صبح کی تیاری کرلیں

ایک کامیاب صبح کا راز دراصل پچھلی رات کی تیاری میں چھپا ہوتا ہے۔ بچوں کے یونیفارم، جوتے، بیگ اور ضروری کتابیں رات کو ہی تیار کردیں۔ اگلے دن کا لنچ بھی ممکن ہو تو پہلے سے طے کرلیں۔ بچوں کو بھی سکھائیں کہ وہ اپنی چیزیں خود ترتیب سے رکھنے کی عادت اپنائیں۔

بچوں کو ذمہ دار بنائیں

ماں کا ہر کام خود کرنا ضروری نہیں۔ بچوں کی عمر کے مطابق انہیں چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں دیں۔ مثلاً اپنا اسکول بیگ ترتیب دینا، جوتے صاف جگہ پر رکھنا، یونیفارم سنبھالنا اور اپنی کتابیں ترتیب سے رکھنا۔ اس سے بچوں میں خوداعتمادی اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا اور ماں کا بوجھ بھی کم ہوگا۔

گھر کو ہر وقت مکمل رکھنے کا دباؤ نہ لیں

اسکول کے دنوں میں گھر کے تمام کام ایک ہی وقت میں مکمل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ضروری کاموں کو ترجیح دیں اور غیر ضروری کاموں کو کچھ وقت کے لیے مؤخر کردیں۔ یاد رکھیں، ایک صاف ستھرا گھر اچھی بات ہے، لیکن ایک پرسکون اور خوشگوار گھر اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

بچوں کی پڑھائی کے لیے وقت مقرر کریں

بچوں کے لیے روزانہ پڑھائی کا ایک مخصوص وقت مقرر کریں۔ اسکول سے واپسی کے فوراً بعد انہیں کچھ

آرام اور کھانے کا وقت دیں، پھر ہوم ورک اور پڑھائی کروائیں۔ کوشش کریں کہ پڑھائی کے دوران موبائل اور ٹی وی سے دور ایک پر سکون ماحول فراہم کیا جائے۔

اپنی صحت اور آرام کو نظر انداز نہ کریں

مائیں اکثر سب کی ضروریات پوری کرتے ہوئے اپنی صحت اور آرام کو بھول جاتی ہیں۔ اگر آپ خود تھکی ہوئی اور پریشان ہوں گی تو گھر کا ماحول بھی متاثر ہوگا۔ مناسب نیند، متوازن غذا اور کچھ وقت اپنے لیے نکالنا بھی ضروری ہے۔ دن میں چند منٹ سکون سے بیٹھنا، تلاوت کرنا یا دعا و ذکر میں وقت گزارنا ذہنی سکون کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

سب سے اہم صبر اور محبت

اسکول کے آغاز میں بچے بھی نئے معمول کے ساتھ ایڈجسٹ ہونے میں کچھ وقت لیتے ہیں۔ اس لیے ان کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر فوراً غصہ کرنے کے بجائے محبت اور حکمت سے سمجھائیں۔ صبح کی جلدی میں چیخ پکار کے بجائے رات سے تیاری کریں تاکہ دن کا آغاز خوشگوار ہو۔

ایک ماں کا کام صرف گھر کو منظم رکھنا نہیں، بلکہ گھر کے ماحول کو محبت، سکون اور خوشی سے بھرنا بھی ہے۔

بہترین مینجمنٹ کا مطلب یہ نہیں کہ ہر کام بالکل پرفیکٹ ہو، بلکہ یہ ہے کہ ضروری کام مناسب وقت پر ہو جائیں اور گھر کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اطمینان سے زندگی گزاریں۔

اسکول کی نئی روٹین کو بوجھ نہیں، ایک خوبصورت موقع بنائیں۔ بچوں کو خود مختار بنانے، اچھی عادات سکھانے اور گھر میں نظم و ضبط پیدا کرنے کا موقع بنائیں۔

کامیاب نوجوان کی عادتیں

ابو محمد

اے نوجوان! یاد رکھو نوجوانی لوٹ کر نہیں آتی یہ اللہ کی طرف سے دیا گیا وہ سنہری موقع ہے جس میں یا تو تم اپنا مستقبل بنا لو گے یا پھر ساری زندگی پچھتاتے رہو گے اور کامیاب نوجوان وہی ہے جس کا دل اللہ سے جڑا ہو جس کی صبح فجر کی اذان سے ہوتی ہو کیونکہ جس دن کا آغاز سجدے سے ہو اس دن فرشتے خود تمہارے رزق میں برکت لکھ دیتے ہیں۔

کامیاب نوجوان اپنا وقت ہیرے کی طرح سنبھال کر رکھتا ہے وہ گھنٹوں ریلز سکرول نہیں کرتا وہ جانتا ہے کہ ہر سیکنڈ قبر کے قریب لے جا رہا ہے اس لیے وہ موبائل اٹھانے سے پہلے سوچتا ہے کہ کیا یہ اللہ کو راضی کرے گا یا ناراض۔ وہ معصوم نہیں ہے وہ بھی گرتا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ وہ گناہ پر اڑتا نہیں فوراً رو کر اللہ سے کہتا ہے یا اللہ معاف کر دے کیونکہ وہ جانتا ہے اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کے دوست وہ نہیں ہوتے جو اسے گناہ پر ہنسائیں بلکہ وہ ہوتے ہیں جو اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد تک لے جائیں کیونکہ برے دوست دنیا میں چند لمحے کی ہنسی دیتے ہیں اور آخرت برباد کر دیتے ہیں۔ وہ صرف کتابیں نہیں پڑھتا وہ جو پڑھتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے ایک آیت پر عمل کر کے وہ سو لیکچر سننے والوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ وہ اپنی ماں کے پاؤں دباتا ہے باپ کی بات سر جھکا کر سنتا ہے کیونکہ اسے پتہ ہے ماں کی دعا میں وہ طاقت ہے جو بند تقدیریں کھول دیتی ہے۔

اور سب سے بڑی بات وہ حرام کی چمک سے ڈرتا ہے وہ کہتا ہے تھوڑا حلال ہی سہی لیکن سکون والا ہو کیونکہ حرام کا ایک نوالہ بھی دل کا نور بجھا دیتا ہے۔ میرے بھائی اگر آج تم نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان سات عادتوں کو اپناؤں گا تو قسم خدا کی دنیا بھی تمہارے قدموں میں ہو گی اور اللہ بھی تم سے راضی ہو جائے گا کیونکہ نوجوانی کی عبادت اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے اور کل قیامت کے دن سب سے پہلا سوال اسی نوجوانی کا ہو گا۔

جشنِ آزادی

عالمی اور ملکی حالات کے تناظر میں

عذرا خالد

اگست کی آمد کے ساتھ ہی سر زمین پاکستان سبز ہلالی پرچموں سے سجادی جاتی ہے، فضائیں ملی نغموں سے گونج اٹھتی ہیں اور ہر سو جشن آزادی کا رنگ بکھر جاتا ہے۔

سورہ ابرہیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو، میرا عذاب بڑا سخت ہے"۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ شکر گزار قومیں ہی اپنی آزادی کی حفاظت کرنا جانتی ہیں۔ اس لیے ایک مسلمان کے لیے آزادی صرف جشن منانے کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت پر شکر ادا کرنے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے۔

موجودہ عالمی اور ملکی حالات میں یہ سوال بہت زیادہ اہم ہو گیا ہے کہ پوری قوم کو آزادی جیسی نعمت کی حفاظت کے لیے اپنی ذمہ داریوں کا احساس پہلے سے کہیں زیادہ ہونا چاہیے۔

پوری دنیا اس وقت متعدد بحرانوں کی زد میں ہے۔ جنگوں، معاشی عدم استحکام، موسمیاتی تبدیلی، مہاجرین کے بڑھتے ہوئے مسائل، خوراک، پانی اور توانائی کے بحران نے عالمی امن واستحکام کو شدید متاثر کیا ہے۔

غزہ میں جاری انسانی المیہ، مختلف خطوں میں کشیدگی اور بین الاقوامی نظامِ انصاف کو درپیش چیلنجز اس حقیقت کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ آزادی، امن اور خود مختاری کی قدر وہی قومیں جانتی ہیں جنہوں نے ان نعمتوں کے لیے قربانیاں دی ہوں۔

ایسے ماحول میں پاکستان کا یوم آزادی ہمیں محض ماضی کی یاد نہیں دلاتا بلکہ مستقبل کی سمت بھی متعین کرتا ہے۔ 14 اگست 1947ء لاکھوں مسلمانوں کی بے مثال قربانیوں، عزم اور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ یہ آزادی ہمیں اس لیے نہیں ملی کہ ہم اختلافات، تعصبات اور ذاتی مفادات میں الجھ جائیں، بلکہ اس لیے ملی کہ ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں جہاں قانون کی حکمرانی، انصاف، دیانت، علم اور انسانی وقار کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ پاکستان کو اس وقت معاشی مشکلات، مہنگائی، تعلیمی مسائل، بے روزگاری، ماحولیاتی خطرات، پانی کی قلت، سیاسی کشیدگی اور سماجی تقسیم جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان مسائل کا حل صرف حکومتی

اقدامات میں نہیں بلکہ اجتماعی قومی کردار میں بھی پوشیدہ ہے۔ کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے شہری اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو بھی سنجیدگی سے ادا نہ کریں۔ اسلام نے بھی ریاست اور معاشرے کی بنیاد عدل، دیانت اور اجتماعی خیر خواہی پر رکھی ہے۔

ارشادِ باری ہے: "بے شک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے"۔

اس سے واضح ہے کہ ایک مضبوط ریاست کی اصل بنیاد انصاف اور دیانت ہے، نہ کہ صرف معاشی یا عسکری طاقت۔ نوجوان پاکستان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ نوجوانوں کو معیاری تعلیم، تحقیق، ٹیکنالوجی، ہنر، اخلاقی تربیت اور مساوی مواقع فراہم کیے جائیں تو یہ پاکستان کو عالمی برادری میں ایک باوقار مقام دلانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خواتین کی تعلیم، بچوں کی بہترین تربیت، قانون کی پاسداری، ٹیکس کی ادائیگی، ماحول کا تحفظ اور دیانت داری جیسے اعمال

رکھنا چاہیے کہ قومی وحدت ہی ہماری سب سے بڑی طاقت ہے۔ زبان، نسل، مسلک یا سیاسی وابستگی کے اختلافات اپنی جگہ، لیکن پاکستان ہماری مشترکہ شناخت ہے۔ جب قومیں مشترکہ مقصد پر متحد ہوتی ہیں تو بڑے سے بڑا بحران بھی ان کے عزم کو شکست نہیں دے سکتا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جشنِ آزادی کو صرف ایک تہوار کے طور پر نہ منایا جائے بلکہ اسے قومی احتساب، تجدیدِ عہد اور تعمیرِ وطن کا دن بنایا جائے۔ ہم اپنے گھروں، تعلیمی اداروں، دفاتر اور معاشرے میں اتحاد، انصاف، نظم وضبط، برداشت اور خدمتِ خلق کو فروغ دیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو پاکستان کو مضبوط، مستحکم اور ترقی یافتہ ممالک میں شمار کر سکتا ہے۔ اس یومِ آزادی پر ہم یہ عہد کریں کہ ہم قائدِ اعظم محمد علی جناح کے اتحاد، ایمان اور نظم وضبط کے پیغام کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں گے، علامہ اقبال کے خودی، علم اور بیداری کے تصور کو زندہ کریں گے، اور پاکستان کو ایسا ملک بنانے میں اپنا کردار ادا کریں گے جہاں انصاف، امن، ترقی اور انسانی وقار ہر شہری کا حق ہو۔

یہی جشنِ آزادی کا حقیقی پیغام ہے، اور یہی ان لاکھوں شہداء کے لیے بہترین خراجِ عقیدت بھی، جن کی قربانیوں نے ہمیں آزاد ملک عطا کیا۔ اس یومِ آزادی پر صرف پرچم نہ لہرائیں، بلکہ اپنے کردار کو بھی بلند کریں، صرف نعرے نہ لگائیں بلکہ اپنے وطن کی ترقی، دیانت، انصاف، اتحاد اور اللہ کی اطاعت کا عہد بھی کریں۔

سیرۃ النبی ﷺ

قسط نمبر ۱۴

زوجہ محمد اقبال

نبی اکرم ﷺ کا قصہ توریت میں مکمل وضاحت کے ساتھ موجود ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کا نام بھی موجود ہے اور یہ بھی موجود تھا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور ہجرت آپ ﷺ طیبہ کی طرف فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نہ سخت درشت ہوں گے نہ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے ہوں گے۔

اس نبی ﷺ کی شان یہ ہے کہ کوئی اگر ہدیہ کرے تو نبی اکرم ﷺ اس ہدیہ کو قبول فرمالیں گے لیکن صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے، نبی اکرم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کا جو فاصلہ ہے وہ عام انسانوں سے زیادہ ہے۔ دونوں کندھوں کے درمیان پشت کے مقام پر ایک علامت نبوت بھی ہے۔ آپ ﷺ کی امت پنڈلیوں تک اپنی چادر پہنے گی اور وضو کرنے والی ہوگی اور وقت پر بڑی نظر رکھنے والی ہوگی اور اول وقت میں نمازیں ادا کرنے والی ہوگی اور نبی اکرم ﷺ کی یہ بھی شان ہوگی کہ ہر اونچی جگہ اور ہر نیچی جگہ پر اللہ کا ذکر کرنے والے ہوں گے ہر نعمت کا شکر کرنے والے ہوں گے یعنی اتنی تفصیل ہے تورات میں کہ تورات میں اتنی تحریف کرنے کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی صفات ابھی تک موجود ہیں، سابقہ کتابوں میں کسی پیغمبر کے بارے میں اتنی تفصیل نہیں نہیں ملتی جتنی تفصیل شانِ مصطفیٰ ﷺ کی ملتی ہے۔

اس بات پر غور کریں کہ نبی اکرم ﷺ کے آنے سے قبل دنیا میں دو سپر پاور تھیں ایک کسریٰ اور دوسری قیصر (یعنی فارس اور روم) آدھی دنیا ایک سپر پاور کے پاس تھی اور باقی آدھی دنیا دوسری سپر پاور کے پاس تھی لیکن اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ سرزمین مکہ اور سرزمین مدینہ کسی بھی طاقت کے تسلط میں نہیں تھا یعنی اللہ رب العزت نے اپنے نبی کے مولد کا مقام بھی اس مبارک جگہ کو چنا کہ جہاں دونوں کا اثر نہ ہو اور پھر وہ دونوں کا اثر ختم کرنے والے بھی بن سکیں۔

چونکہ اللہ رب العزت نے پوری دنیا کا مرکز کعبہ اللہ کو بنایا تھا اور حضور اکرم ﷺ کی آواز کو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب پورے عالم میں پھیلانا تھا اس لئے بھی اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کو اس مقام پر پیدا فرمایا، یہ مقام بھی کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں ملا، پھر یہ دیکھیں کہ اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کے لیئے خاندان کونسا منتخب کیا؟ نبی اکرم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے پوری مخلوق پر نظر ڈالی تو اس میں سے وُلد اسماعیل کو چن لیا۔ (جاری ہے)

تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

سندس ارشد

آج جو پاکستان ہمیں حاصل ہے اس کے لیے ہمارے بڑوں نے بے شمار قربانیاں دیں ہیں۔ تحریک پاکستان میں مردوں کے علاوہ خواتین کا کردار بھی نمایاں رہا ہے۔ وہ جان گئیں تھیں کہ ہندو اور مسلمان بالکل جدا قوم ہیں اور ہندو کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

خواتین نے مختلف تنظیمیں بنائیں۔ سیاسی شعور بیدار کیا۔ کچھ خواتین کے نام ہم جانتے ہیں جیسے کہ فاطمہ علی جناح، بیگم رعنا لیاقت علی خان، بی اماں (مولانا شوکت علی جوہر اور مولانا محمد علی جوہر کی والدہ)، بیگم شاہنواز اور تاریخ میں بہت سی خواتین کے نام پیش پیش ہیں۔

بی اماں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ان کے دونوں بیٹوں کو کراچی جیل میں بند کر دیا گیا تھا لیکن اس عظیم خاتون نے ان تمام مشکلات کے باوجود خواتین میں آگاہی پیدا کی۔ وہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھیں لیکن یہ ضرور جانتی تھیں کہ مسلمان اور ہندو ساتھ نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے اور ان کی بہو نے گھر گھر جا کر خواتین کو بیدار کیا۔ مسلم لیگ میں شامل کروایا۔ بی اماں کی ایک آواز پر عورتوں نے اپنا سب کچھ قربان کیا۔ عورتوں کے لیے زیور بہت قیمتی شے ہوتا ہے۔ عورتوں نے اپنا زیور تک بی اماں کے کہنے پر مسلم لیگ کے فنڈز کے لیے قربان کر دیا۔ یہ تھیں بی اماں۔ بلند حوصلہ اور دین کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھنے والی خاتون۔

محترمہ فاطمہ جناح پیشے کے اعتبار سے دندان ساز تھیں لیکن اپنی بھابھی کے انتقال کے بعد اپنی ساری توانائی اپنے بھائی کی خدمت اور پاکستان کے لیے صرف کر دیں۔

علامہ اقبال کا یہ قول جو انہوں نے خواتین کے لیے کہا تھا کہ "ماؤں کی پیشانی پر قوم کی تقدیر لکھی ہوتی ہے" یہ مقولہ بالکل سچ ہے اور یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پاکستان کی سرزمین کو حاصل کرنے کے لیے نہ صرف جوانوں اور بوڑھوں نے قربانی دی بلکہ خواتین بھی پیش پیش رہیں۔

آج پاکستان کو جو مسائل درپیش ہیں ان کا ایک حل یہ بھی ہے کہ ہر گھر کی خاتون اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے والی بن جائے تو پاکستان کے بہت سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آج کی ماں کی نظر صرف فیشن یا کھانے پکانے پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ وہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق اپنی معلومات کو بڑھائے۔ دینی علوم بھی حاصل کرے اور دنیاوی علوم سے بھی آشنا ہو تا کہ وہ نئی نسل کی تربیت کر سکے۔ آنے والے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے اپنی نسل کو تیار کر سکے اور سب سے بڑھ کر اپنی اور اپنی نسل کے ایمان کی حفاظت کر سکے۔

صحت کا پیغام

ڈاکٹر محمد اکبر ابن کاشف صاحب طب جدید کے بہترین معالج اور طب مشرق کے حاذق حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر ہومیو پیتھ بھی ہیں اور علاج معالجے میں ہومیو پیتھی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مریض کے مرض کے مطابق شفاء بخش ادویات تجویز کرتے ہیں تاکہ بحکم الٰہی شفا ہو۔ ہماری درخواست پر ڈاکٹر صاحب اس صفحے پر آپ کی صحت کے حوالے سے سوالات کے جوابات دیں گے۔

مخصوص ایام میں درد (ام محمد کراچی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال یہ ہے کہ میری عمر کے لحاظ سے میرا وزن کافی کم ہے اور جسمانی کمزوری بھی بہت رہتی ہے۔ بھوک بھی زیادہ نہیں لگتی، جس کی وجہ سے صحت بننے میں دشواری ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ ایامِ مخصوص کے دوران مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کچھ عرصے کے لیے صحت بہتر ہونے لگتی ہے، لیکن پھر اچانک طبیعت اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ساری توانائی ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی ایک تکلیف ہوتی ہے، کبھی دوسری، جس کی وجہ سے روزمرہ کے کام بھی متاثر ہوتے ہیں اور ذہنی بوجھ بھی بہت محسوس ہوتا ہے۔

براہِ کرم رہنمائی فرمائیں کہ ان تمام علامات کی ممکنہ وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟ مجھے اپنی غذا، طرزِ زندگی اور علاج کے حوالے سے کیا احتیاطیں اختیار کرنی چاہییں؟ جزاکم اللہ خیراً۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علاج: مستورین نسوانی ٹانک، ہر بار استعمال سے پہلے بوتل کو اچھی طرح ہلالیں، ایک کپ گرم پانی میں، 10 ملی لیٹر دوا ڈال کر مکس کر کے، نیم گرم سونے سے قبل پئیں

Tab Folic acid ایک گولی روزانہ چوس کر کھائیں۔

مخصوص ایام کی تکلیف ایک فطری عمل ہے، تاکہ احساس اور اسلامی شعائر کے مطابق ان سے عہدہ برہ ہوا جا سکے، ان تکالیف اور ذمہ داریوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خواتین کو عبادات میں رعائیت دی ہیں۔

مخصوص ایام کی تکالیف کیلئے۔۔۔

Bio plasigen # 15 کی 5 گولیاں ایک گھونٹ نیم گرم پانی میں ڈال کر گھونٹ بھر کر پییں۔ انشاءاللہ ضرور آرام ہوگا۔ یہ نسخہ تمام خواتین استعمال کر سکتی ہیں۔

گھٹنوں میں درد (نوشین)

میری عمر 42 سال ہے اور میرے گھٹنوں میں گیپ آیا۔ میڈیسن کی پہلا سٹیج ہے لیکن درد بہت زیادہ ہوتا ہے اور گھٹنوں کے نیچے پیروں میں طاقت نہیں رہی۔

زیادہ تر میرا کام گھر آنے کے بعد کھڑے ہو کر کچن میں ہوتا ہے اور صبح نو سے شام پانچ کرسی میں بیٹھ کر کمپیوٹر کا کام آفس میں ہوتا ہے۔ میڈیسن زیادہ نہیں لے سکتی کیونکہ اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ نماز کرسی پر پڑھتی ہوں اور زمین میں بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ میں بیٹھ کے جلدی اٹھ نہیں سکتی نارمل لوگوں کے ساتھ برائے مہربانی اس کا جواب دے دیں۔

علاج: Rhus Tox 30 کے 3 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر صبح لیں۔ اور Bryonia 30 کے ۳ قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر رات کو پیئیں۔ Tab Bio- plasigen # 19 کے ۵ گولیاں دن میں 3 بار، صبح دوپہر اور رات کو چوسیں۔ اور Bryonia Liniment of Paul brooks کو متاثرہ جوڑوں پر نرمی مساج کریں اور کیپ بینڈیج باندیں۔

میتھی دانہ 50 گرام صاف کر کے، نصف چمچ دیسی گھی میں ھلکا سا بھونیں، جلنے نہ پائے، پھر دیسی گڑ میں ڈال کر چھوٹے چھوٹے لڈو بنالیں، روزانہ ایک لڈو اچھی طرح چبا کر صبح اور رات کو آدھا کپ گرم دودھ سے لیں، رب کی منشاء سے انشاءاللہ مکمل طور پر آرام ہوگا۔

الرجی (بنت عطاء اللہ)

مجھے مٹی اور کچھ قسم کی خوشبو سے الرجی ہے جسکی وجہ سے بند زکام اور نزلہ رہتا۔ بال آدھے سفید ہو گئے۔ اس کے ساتھ اعصابی کمزوری اور خون کی کمی جو کہ ادویات لوں تو ٹھیک ہوتے ہیں نہیں لوں تو پھر سے وہی کمزوری، سر میں درد، چکر ہوتے ہیں برائے مہربانی اسکا کوئی علاج بتادیں۔

علاج: ماسک کا استعمال کریں، صحت اور قوت مدافعت کو تقویت دینے والی غذاؤں اور پھلوں اور سبزیوں کا کثرت سے استعمال کریں۔

Tablet Sinuspex of Lehning کی ایک گولی صبح دوپہر اور رات کو چوسیں۔ اور Cap Cod liver oil کی ایک کیپسول روزانہ صبح دوپہر اور رات استعمال کریں۔ Tab Cecon (Ascorbic acid= Vitamin "C" ، روزانہ خشک ہاتھوں سے نکال کر دوپہر کو چوسیں۔ انشاءاللہ بحکم الٰہی لازمی آرام ہوگا۔

وہ جو ہار کر بھی جیت گئی

اُمِّ عبیرہ

اسٹیڈیم تماشائیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ فضا نعروں، تالیوں اور جوش و خروش کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔ آج وہ دن آگیا تھا جس کا سب کو بے چینی سے انتظار تھا۔ ہر آنکھ دوڑ کے آخری مقابلے پر جمی تھی۔ یہ ضلع بھر کے اسکولوں کے درمیان ہونے والے سالانہ مقابلے کا فائنل راؤنڈ تھا۔ جیتنے والے کو سونے کا تمغہ اور بھاری وظیفہ ملنا تھا۔

میدان کے ایک کونے پر کلثوم کھڑی تھی۔ اس کی نظریں اختتامی لکیر پر جمی تھیں، لیکن اس کے ذہن میں برسوں کی جدوجہد کے مناظر گھوم رہے تھے۔

اچانک اعلان ہوا: "تمام کھلاڑی اپنی جگہ سنبھال لیں!"

"ایک...دو...تین..."

پستول کی آواز گونجی اور تمام کھلاڑیاں تیر کی مانند آگے بڑھ گئیں۔ کلثوم پوری قوت سے دوڑ رہی تھی، لیکن عظمیٰ اب بھی اس سے آگے تھی۔ عظمیٰ ایک غیر معمولی کھلاڑی تھی اور کامیابی تقریباً اس کے قدم چوم رہی تھی۔

کلثوم ایک غریب گھرانے کی باہمت بیٹی تھی۔ اس کے والد دن بھر محنت مزدوری کرتے، لیکن اس مہنگائی کے دور میں گھر کی گاڑی کو کھینچنا بھی مشکل ہو جاتا تھا۔ جب دوسری لڑکیاں نئے جوتے اور جدید سہولتوں کے ساتھ مشق کرتیں، تو کلثوم اپنے پرانے جوتوں کے ساتھ گاؤں کی کچی سڑکوں پر دوڑتی۔

صبح کی ٹھنڈی ہوائیں، دھول مٹی سے اٹے ہوئے راستے اور ان پر اس کے قدموں کے نشان، اس کے خوابوں کے خاموش گواہ تھے۔

اختتامی لکیر اب چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ ہجوم اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر اچانک.... ایک چیخ بلند ہوئی

دوڑتے ہوئے عظمیٰ کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر گر پڑی۔

وقت جیسے ایک لمحے کے لیے تھم گیا۔ کلثوم نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اب فتح اس کے بہت قریب تھی۔

صرف چند قدم.... صرف چند سانسیں....اور چند لمحے....اور سونے کا تمغہ اس کا ہو سکتا تھا۔ اس کا برسوں کا خواب پورا ہو سکتا تھا۔

مگر اسی لمحے اس کے دل نے اسے آواز دی: "کیا واقعی یہ جیت تمہاری ہوگی؟"

وہ دوڑتی رہی اور اختتامی لکیر کو پار کر لی۔

فوراً اعلان ہوا: "پہلا نمبر...... کلثوم!"

اسٹیڈیم تالیوں سے گونج اٹھا، لیکن کلثوم کے دل میں کشمکش کی جنگ جاری تھی۔ عظمیٰ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ اپنا گھٹنا پکڑے ابھی تک اسی جگہ بیٹھی تھی۔ شاید جیت اس کا بھی خواب تھا۔ کچھ دیر بعد انعامات کی تقریب شروع ہوئی۔ اسٹیج روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ مہمانِ خصوصی نے مسکراتے ہوئے سونے کا تمغہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کلثوم کو بلایا۔ کلثوم آہستہ آہستہ بوجھل قدموں کے ساتھ آگے بڑھی۔ سینکڑوں نظریں اس پر مرکوز تھیں۔

جیسے ہی مہمانِ خصوصی نے تمغہ اس کے گلے میں ڈالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، کلثوم نے لرزتے ہاتھوں سے مائیک تھام لیا۔ ''میں... میں یہ تمغہ قبول نہیں کر سکتی۔"

ہال پر ایک سناٹا چھا گیا۔ مہمانِ خصوصی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ کلثوم کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ "آج سب لوگ مجھے فاتح سمجھ رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصل فاتح میں نہیں ہوں، بلکہ عظمیٰ ہے۔"

پورا مجمع ساکت تھا، جیسے سب کو سانپ سونگ گیا ہو۔ فاطمہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: "اختتامی لکیر سے پہلے وہ مجھ سے آگے تھی۔ اگر وہ نہ گرتی، تو یہ تمغہ اس کے گلے میں ہوتا۔ میں کسی اور کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتی۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بند ہو گئی۔

چند لمحے سناٹا طاری رہا۔ پھر ایک بوڑھے استاد نے کھڑے ہو کر تالی بجائی.... پھر دوسری تالی سنائی دی.... پھر تیسری...اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا اسٹیڈیم تالیوں کی گونج سے لرز اٹھا۔ عظمیٰ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ آگے بڑھی اور کلثوم کو گلے سے لگا لیا۔

یہ منظر ایسا جذباتی تھا کہ کئی لوگوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے۔ مہمانِ خصوصی کی آنکھیں بھی نم تھیں۔

انہوں نے مائیک سنبھالتے ہوئے کہا: "بیٹی، تم نے آج یہ باور کرایا ہے کہ عظمت جیتنے میں نہیں، حق کو حقدار تک پہنچانے میں ہے۔" پھر انہوں نے کہا: "ایک اہم اعلان ابھی باقی ہے۔"

مجمع ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔ "یہ مقابلہ صرف کھیل کا نہیں تھا۔ یہ ہماری منصوبہ بندی تھی۔ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جب جیت اور سچ سامنے آئیں تو کون سچ کا ساتھ دیتا ہے۔ آج ہمیں جواب مل گیا۔

آج کا انعام صرف تمغہ نہیں تھا، بلکہ ایک ایسے کردار کی تلاش تھی جو دنیا کو بدل سکے۔"

مہمانِ خصوصی نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا: "سونے کا تمغہ عظمیٰ کو دیا جائے گا، اور کلثوم کو وہ اعزاز دیا جائے گا جو اس تمغے سے بھی کہیں بڑا ہے۔" اسی وقت کلثوم کو "تمغۂ دیانت و کردار" کا خصوصی انعام دینے کا اعلان کیا گیا۔

تالیوں کا شور ایک بار پھر دیر تک فضا میں گونجتا رہا، لیکن اس بار لوگ کسی کھلاڑی کی رفتار پر نہیں، بلکہ ایک کردار کی عظمت کو داد دے رہے تھے۔

غروب ہوتے سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اسے محسوس ہوا جیسے اس کے والدین کی دعائیں، اس کی محنت اور سچائی اس کے دل کو روشن کر رہی ہو۔ اس دن میدان میں صرف ایک دوڑ نہیں ہوئی تھی۔ ایک دوڑ قدموں کی تھی جو اختتامی لکیر پر ختم ہو گئی، اور ایک دوڑ ضمیر کی تھی جس میں کلثوم ہمیشہ کے لیے جیت گئی۔

لوگوں نے عظمیٰ کے گلے میں سونے کا تمغہ دیکھا، مگر کلثوم کے ماتھے پر چمکنے والی ایمانداری کی روشنی اس سے کہیں زیادہ روشن تھی۔ کیونکہ دھات کے تمغے وقت کے ساتھ ماند پڑ جاتے ہیں، لیکن کردار کے تمغے صدیوں تک جگمگاتے رہتے ہیں۔

بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں

ام حسن

خاوند حضرات کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دنیا کی ہر عورت کو اپنی "ازدواجی زندگی" میں تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے، گویا وہ تین چیزوں کی طلبگار ہوتی ہے:

(۱) تحفّظ: پہلی ڈیمانڈ اس کی "تحفّظ" ہے، وہ شوہر کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے۔ اب جہاں پر آئی ہے، وہاں اُسے تحفظ چاہیے، اپنی جان کا تحفّظ، اپنی عزت کا تحفّظ، اپنے ایمان کا تحفّظ چاہیے۔

(۲) توجہ: اس کی دوسری اہم ضرورت ازدواجی زندگی میں یہ ہوتی ہے کہ اُسے میاں کی توجہ چاہیے ہوتی ہے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی کو وقت دے، اس کے ساتھ وقت گزارے، اس کی ضروریات کو محسوس کرے، اس کا حال احوال پوچھے۔

(۳) حوصلہ افزائی: اور ایک تیسری چیز جو بیوی چاہتی ہے کہ جب میں خاوند کے لیے ہر چیز کی حفاظت کرتی ہوں اور خاوند کے کہنے کے مطابق ہر کام کو پورا کرتی ہوں، تو میرے اچھے کام پر مجھے شاباشی ملنی چاہیے، تعریف ہونی چاہیے اور میری قدر ہونی چاہیے۔ جب بیوی اچھے کام کرے اور خاوند اُس کی پرواہی نہ کرے، تو پھر بیوی کو کہاں سکون ملے گا؟ کیونکہ اس نے تو بیوی کی کسی اچھی بات کی طرف دھیان ہی نہیں دیا، بیوی اس کی خاطر اچھے اچھے کھانے بناتی ہے، یہ کھاتا تو ہے، مگر کوئی ایک بات ایسی نہیں کہتا، جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ "تعریف" انسان کی فطرت ہے، ہر بندہ اچھا کام کرتا ہے، تو چاہتا ہے کہ میرے اچھے کام کو سراہا جائے۔ اگر کوئی اچھے کو اچھا نہ کہے، تو اس کا دل ٹوٹتا ہے، اس لیے کہ یہ فطری تقاضا ہے۔

خاوند کو اپنی بیوی کو یہ تینوں چیزیں فراہم کرنی چاہئیں، مگر چونکہ دین کا علم نہیں ہوتا، اس لیے خاوندوں کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں، غلطیاں ہوتی ہیں۔ [مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اُصول]

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا(فتوی نمبر:5197)

سوال: ہمارے علاقے میں اکثر لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس مہینے میں کسی قسم کی خوشی یا شادی وغیرہ کی تقریب نہیں کرتے، کیا شریعت کی رو سے یہ بات درست ہے؟

جواب: اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے، لہذا صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے، مسلمان تو اس کو "صفر الخیر" اور "صفر المظفر" سمجھتے ہیں، یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔

زمانہ جاہلیت سے لوگ صفر کے مہینے کے بارے میں مختلف قسم کے توہمات کا شکار ہیں اور آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی بہت سے مسلمان ماہ صفر کے بارے میں بڑی بد عقیدگی کا شکار ہیں اور ان کے ذہنوں میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں اور جیسے ہی یہ مہینہ شروع ہوتا ہے، نادانوں کی جانب سے اس مہینے سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں پر مشتمل پیغامات پھیلائے جاتے ہیں، ان باطل نظریات وخیالات میں سے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا بھی ہے۔

آج کل مسلمانوں میں بھی اسلامی تعلیمات کی کمی کی وجہ سے توہم پرستی بہت زیادہ ذہنوں میں راسخ ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھوت چھات (بیماری کا دوسرے سے لگنے کا وہم) اُلو (کو منحوس سمجھنے) اور صفر (کے مہینہ کو منحوس سمجھنے) کی کوئی حقیقت نہیں ہے"۔ (صحیح بخاري، حدیث نمبر:5717)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بڑے واضح انداز میں توہم پرستی، چھوت چھات اور صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنے کی نفی فرمائی ہے، لہذا کسی وقت اور زمانے میں کوئی نحوست اور برائی نہیں ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام کام ہیں، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں"۔ (صحیح بخاري، حدیث نمبر:7491) پتا چلا کہ نحوست کی اصل وجہ زمانہ وغیرہ نہیں ہے، نہ کوئی دن منحوس ہے اور نہ کوئی مہینہ، بلکہ نحوست کی اصل وجہ انسان کے اپنے برے اعمال ہیں، جیسا کہ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے، ترجمہ: "جو مصیبت بھی تم پر پڑتی ہے، وہ تمہارے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے"۔ (سورہ شوریٰ: آیت نمبر:30) لہذا صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا بالکل غلط اور باطل نظریات میں سے ہے۔

تبصرے

اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرمائے، آپ کی ہر صفحہ پر بیک گراؤنڈ ایڈیٹنگ اس میں مزید دلچسپی اور پر اسرایت پیدا کر دیتی ہے، ہر لفظ پڑھنے میں بھی واضح ہوتا ہے کہ دل کرتا ہے بغیر رکے پڑھتے چلے جاؤ، باقی یہ کہ یہ مہینہ بہت خاص ہے اس میں تحریریں بھی بہت قیمتی اور موقع کے لحاظ سے ہیں سب ہی نے بہت دل سے لکھا ہے۔(صبا اقبال)

ہر ماہ پیام حیاء کا شدت سے انتظار رہتا ہے محرم الحرام کا شمارہ جب سامنے آیا تو اس کا دیدہ زیب سرورق دیکھ کر ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ ماشاءاللہ ہمیشہ کی طرح ابتدا کلام رب العالمین اور نبوی فرمان سے کی گئی۔ اداریہ میں ہی نفس کی اصلاح کی جانب توجہ مبذول کروانے پر فاطمہ سعید باجی جان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کروں گی۔

استاد محترم مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب نے اپنی تحریر "درس کربلا" بہت زبردست اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق میں خواتین کے لیے بہترین پیغام کہ وہ حیاء کے دامن کو تھامے رکھیں، حق کا ساتھ دیں، بچوں کو حق کی خاطر قربان ہونے کی تعلیم و تربیت دیں۔ اگلی تحریر عشرہ محرم الحرام فاطمہ سعید الرحمن باجی کی جس میں انہوں نے یوم عاشورہ کے تاریخی واقعات درج کئے ہیں اس کے علاوہ اس دن کون سے کام کرنے چاہئیں اور کون سے نہیں، وہ بھی حدیث کی روشنی میں خوبصورتی اور اختصار کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

خواتین کے بارے میں دین اسلام کی ہدایات محترمہ عذرا خالد صاحبہ کی جس میں مرد حضرات کو دین کے خواتین کے متعلق احکام یعنی حقوق کی طرف متوجہ کیا گیا ہے عورت چاہے ماں کے روپ میں یا بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں ہو۔ قابل عزت واحترام اور خیر و بھلائی کی مستحق ہوتی ہے۔ نرمی، بہترین اخلاق، محبت یہی چیزیں گھر کے سکون کا باعث بنتے ہیں۔ ماشاءاللہ بہترین۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق عمدہ مضمون عدیسہ زاہد صاحبہ کا نظر سے گزرا۔ ماشاءاللہ۔ اللہ رب العزت مزید ترقی سے نوازیں۔ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر محترمہ زوجہ محمد اقبال صاحبہ کا قسط وار سلسلہ ماشاءاللہ بہت زبردست۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو اپنانے میں ہی ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز چھپا ہے اور سنتوں بھری زندگی خوش نصیب لوگوں کو ہی ملتی ہے۔ خواتین کے مسائل کا سلسلہ بھی بہت زبردست ہے۔ بنت احمد صاحبہ کا سال نو کا ہدف اور اسلامی زندگی کا نقشہ بھی بہت خوب۔

محترمہ حافظہ ام رومان صاحبہ کی تحریر محرم الحرام اور ہماری ذمہ داریاں پڑھی۔ ماشاءاللہ بہترین۔ واقعی درست فرمایا کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ اپنی آمد کے ساتھ ہمیں ایک نئے عزم، نئی سوچ اور روحانی زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ زندگی اور خود کو بدلنے، جھنجھوڑنے کے لیے عمدہ مضمون ہے۔ کربلا کا سبق، قربانی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ اس کے علاوہ ایک نئے صفحے کپڑوں کے ڈیزائن کا اضافہ بھی قابل تعریف ہے نت نئے ڈیزائن۔

اس کے علاوہ بھی بہت کچھ موتیوں کی مالا کی طرح میگزین کے صفحات کی زینت بنا ہوا ہے اور آخر میں گزارش ہے کہ ہم تبصرہ کرنا نہیں جانتے اس مشکل کے پیشِ نظر معذرت خواہ ہیں۔(بنت عطاء اللہ)

قسط نمبر ۳

ستارۂ شکیبائی

سہیمہ بتول

کیالوگ تھے جوراہ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

ایک اور حسین منظر بھی دیکھتے جایئے: اکابرین کا ذکر ہو رہا ہے۔ ابو جی، حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرما رہے ہیں۔ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قافلہ جارہا تھا، انور شاہ تیرہ سو سال پیچھے رہ گئے۔" قول نقل کرتے ابو جی کی آنکھوں میں عقیدت و محبت کے موتی چمکنے لگے اور فرمانے لگے۔ ہمارے سارے اکابر ہی اسی شان کے حامل تھے۔۔۔۔

معاً ایک خاص کیفیت کے زیر اثر فرمانے لگے: "قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کے معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جارہے ہوں گے۔ ان کے پیچھے، ان کے متبعین ہمارے اکابرین ہوں گے اور ان کا دامن پکڑے ہم بھی ساتھ ہوں گے ان شاءاللہ۔

ان پیارے الفاظ سے قلوب واذہان میں بزرگوں کی مودت وعقیدت پہلے سے کہیں زیادہ جلوہ افروز ہوگئی ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ مہمیز پا چکا ہے اور روح ان کی معیت کے حصول کی شدت سے متمنی ہوگئی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

میرے پیارے ابو جی ایسے ہی تھے۔۔۔۔

مختلف مناظر میری نگاہوں کے سامنے جھلملا رہے ہیں اور میرے دل کی دنیا تہہ و بالا ہو رہی ہے۔

کبھی نماز اور تلاوت کی پابندی کی تلقین کرنا، کبھی مختلف مواقع کی مسنون دعائیں یاد کروانا، کبھی ایمان وعقائد کے متعلق تمام باتیں از بر کروانا، کبھی درود شریف کی محبت اور اہمیت ہمارے دلوں میں جاگزیں کرنا، کبھی مناسکِ حج تمام تر تفصیلات کے ساتھ سمجھانا، کبھی اپنے سفر حج اور حرمین الشریفین کی مبارک یادوں کو انتہائی جذب کی کیفیت میں، مکمل جزئیات کے ساتھ بیان کرنا، کبھی نمناک آنکھوں کے ساتھ اکابرین کے واقعات سنانا، کبھی زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہی دینا۔

کبھی ہماری تعلیم کے لیے دوڑ دھوپ کرنا، کبھی ہماری کامیابیوں کی تگ ودو میں خود کو لگائے رکھنا، کبھی گھر کے کاموں کی چھوٹی چھوٹی باتیں ذہن نشین کروانا، کبھی حق و باطل، حلال و حرام، جائز و ناجائز کی پہچان کروانا، کبھی دنیائے تصوف کے اسرار و رموز سے آشنا کرنا، کبھی ہوم ورک میں، اسائمنٹس بنانے میں مدد کرنا، کبھی کیلیگرافی اور ڈرائنگ سکھانا، کبھی پینٹنگ کے فن کی باریکیوں اور مختلف تکنیکوں سے روشناس کرانا،

بچپن میں نہایت محبت سے ہمارے ہاتھوں میں مہندی سے خوبصورت نقش و نگار بنانا، (ہماری والدہ کو مہندی نہیں لگانی آتی تھی) کبھی کتاب پکڑنے اور مطالعے کے آداب پر گفتگو کرنا، اور کبھی ہمارے "لکھنے لکھانے" کے شوق کو اپنے قیمتی مشوروں سے مزید جلا بخشنا۔ کبھی زندگی کی ستم ظریفیوں اور امتحانوں پر ہمت بندھانا، کبھی دعاؤں کے خزانے لٹا دینا، کبھی پیار بھرے، تسلی بخش انداز میں فرمانا: "اللہ خیر کرے گا، اللہ آسانیاں کرے گا" اور کبھی سر پر ہاتھ رکھ کر رگ و پے میں سرایت کرنے والا سکون و اطمینان بھر دینا۔

کیا کچھ رقم کروں؟ مختصر یہ کہ وہ باپ کے روپ میں گھنا سایہ دار درخت تھے۔ ایک پیار کرنے والے والد، ایک شفیق استاد، ایک مرشدِ کامل، ایک عظیم مربی، ایک بہترین دوست سب کچھ ہی تو تھے۔ اور اب ان کے جانے کے بعد جب بھی خیال آتا ہے، دل کے نہاں خانوں سے یہی صدا نکلتی ہے:

تیرے جانے سے چھن گیا سب کچھ
حوصلہ، مشورہ، دعا سب کچھ

ان کے چہرے پر تھکن ہوتی تھی، مگر آنکھوں میں ہمارے لیے ہمیشہ وہی اطمینان، شفقت اور محبت۔ ڈانٹ میں بھی فکر تھی، اور خاموشی میں بھی دعا۔ آج جب بھی فادرز ڈے کی بات ہوتی ہے تو اپنے پیارے ابو جی کی ساری مشکلات، صعوبتیں، پریشانیاں، تکالیف یاد آنے لگتی ہیں۔ اپنوں، غیروں کی ستم ظریفیاں، عجیب رویئے اور میرے پیارے ابو جی کا کبھی ختم نہ ہونے والا صبر ۔۔ سب ناسور نئے سرے سے رسنے لگتے ہیں۔

(کچھ پیاروں کے بچھڑنے نے ہمارے دل کا وہ حال کیا، جو آگ خشک پتوں کا کرتی ہے) فادرز ڈے تو وہ ہر دن تھا جب آپ نے اپنی نیند، اپنی خواہشیں، اپنی تھکن، اپنی صحت، اپنا سب کچھ ہمارے سکون پر قربان کر دیا۔

پیارے بابا جانی! آپ کبھی ایک پل کے لیے بھی بھولے ہی نہیں، جو آپ کو یاد کرنے کے لیے کوئی ایک دن مخصوص کروں۔ اللہ تعالی ہر اس پل کی تکلیف اور پریشانی کے عوض، جو آپ نے ہماری کامیابیوں اور خوشیوں کے لیے برداشت کیں، آپ کے درجات بلند فرمائے۔ علیین میں انبیاء کرام ، صدیقین، شہداء، صالحین کی معیت عطا فرمائے اور ہمیں ویسا بنا دے جیسا آپ ہمیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ آمین یارب العالمین

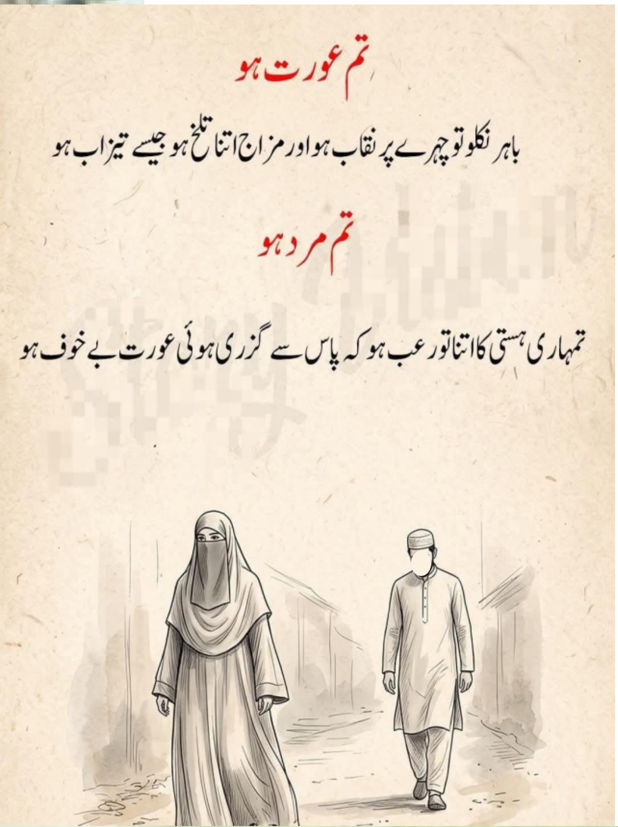

صرف جشن نہیں، قربانیوں کی یاد کا دن

سیدہ حجاب امجد (سعودیہ)

جوں ہی اگست کا مہینہ شروع ہوتا ہے، پورا پاکستان سبز و سفید رنگوں میں ڈھل جاتا ہے۔ گلیاں، بازار، گھر اور اسکول قومی پرچموں سے سج جاتے ہیں۔ بچے خوشی سے سبز اور سفید لباس پہنتے ہیں، ہاتھوں میں پرچم تھامتے ہیں، چہروں پر سبز و سفید رنگ سجاتے ہیں، ملی نغمے گونجتے ہیں اور ہر طرف آزادی کی خوشیاں بکھر جاتی ہیں۔ لیکن ان خوشیوں کے پیچھے ایک ایسی داستان چھپی ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

چودہ اگست صرف جشن منانے کا دن نہیں، بلکہ اُن عظیم قربانیوں کو یاد کرنے کا دن ہے جنہوں نے ہمیں پاکستان جیسا آزاد وطن عطا کیا۔

سن انیس سو سینتالیس میں آزادی ہمیں کسی تحفے کے طور پر نہیں ملی تھی۔ اس آزادی کی قیمت لاکھوں مسلمانوں نے اپنے خون سے ادا کی۔ کتنی ماؤں کی گودیں اجڑ گئیں، کتنے باپ اپنے بچوں سے بچھڑ گئے، کتنی بہنوں نے اپنے بھائی کھو دیے، کتنے معصوم بچے یتیم ہو گئے، اور کتنے لوگوں نے اپنے گھر، اپنی زمینیں اور اپنی تمام جمع پونجی صرف اس امید پر چھوڑ دی کہ آنے والی نسلیں ایک آزاد اسلامی وطن میں سکون، عزت اور آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ ان قربانیوں کی گونج آج بھی تاریخ کے اوراق میں سنائی دیتی ہے۔

پاکستان بن جانے کے بعد بھی امتحان ختم نہیں ہوئے تھے۔ ایک نئے ملک کو سنبھالنا، ادارے قائم کرنا، معیشت کو مضبوط کرنا اور قوم کو ایک لڑی میں پرونا ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔

ہمارے بزرگوں نے دن رات محنت کی، بے شمار مشکلات کا سامنا کیا، اپنی آرام و آسائش قربان کی اور اخلاص، دیانت اور عزم کے ساتھ اس وطن کی بنیادوں کو مضبوط بنایا۔ کسانوں نے کھیت آباد کیے، مزدوروں نے شہروں کی تعمیر کی، اساتذہ نے نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی، سائنس دانوں نے ترقی کے نئے راستے کھولے اور ہمارے بہادر سپاہیوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس سرزمین کی حفاظت کی۔

آج جب چودہ اگست آتی ہے تو پورا ملک سبز و سفید رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ گھروں پر قومی پرچم لہراتے ہیں، بچے جوش و خروش سے جشن مناتے ہیں، ملی نغمے گونجتے ہیں، دعائیں کی جاتی ہیں اور ہر چہرے پر خوشی نظر آتی ہے۔ یہ خوشیاں ہماری آزادی کی علامت ضرور ہیں، مگر ان خوشیوں کے ساتھ ہمیں اُن لوگوں کو بھی ضرور یاد رکھنا چاہیے جنہوں نے اپنی جانوں، اپنے خوابوں اور اپنے خاندانوں کی قربانی دے کر ہمیں یہ آزادی عطا کی۔

اس مبارک دن پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں ایک آزاد اسلامی وطن کی نعمت عطا فرمائی۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ امن، اتحاد، ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے اور ہمیں ایسا باکردار شہری بنائے جو اپنے وطن کی عزت، خدمت اور ترقی کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھے۔

چودہ اگست صرف خوشیاں منانے کا دن نہیں، بلکہ قربانیوں کو یاد کرنے، اپنے محسنوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اپنے پیارے وطن پاکستان سے وفاداری کے عہد کو تازہ کرنے کا دن ہے۔

صفر کے مہینے کی حقیقت

عدیسہ بنت زاہد

کافی عرصے بعد دو سہیلیاں، علینہ اور عالیہ، ایک دوسرے سے ملیں۔ دونوں مزاج کے اعتبار سے بالکل مختلف تھیں، مگر اس کے باوجود ان کی دوستی قائم رہنا ایک حیران کن بات تھی۔ ایک دین دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، جبکہ دوسری دین کے صرف بنیادی احکام سے واقف تھی۔

باتوں ہی باتوں میں علینہ نے عالیہ سے کہا:

"بھئی! اب تو صفر کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنے آس پاس کے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ یہ مہینہ منحوس ہوتا ہے۔ اس مہینے میں شادی، کاروبار وغیرہ شروع نہیں کرنے چاہییں۔"

عالیہ نے جواب دیا: "نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ

ایک غلط عقیدہ ہے، جو ہمارے معاشرے میں رائج ہوتا جا رہا ہے۔"

علینہ نے کہا: "اچھا، ایک کام کرو، مجھے صفر کے بارے میں اسلام کی روشنی میں کچھ بتا دو، تاکہ میں صحیح بات سمجھ سکوں۔"

عالیہ نے کہا: "صفر اسلامی سال کا دوسرا قمری مہینہ ہے۔ اسلام نے تمام مہینوں کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق قرار دیا ہے اور ان میں سے کسی کو اپنی طرف سے منحوس یا باعثِ مصیبت قرار نہیں دیا۔ بدقسمتی سے بعض معاشروں میں صفر کے مہینے کے متعلق مختلف قسم کی غلط روایات اور توہمات پائے جاتے ہیں، جن کی قرآن و سنت میں کوئی بنیاد نہیں۔ ایک مسلمان کا عقیدہ ہمیشہ قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث پر مبنی ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔" (سورۃ التوبہ: 36)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مہینے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور ہر ایک اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے۔ دورِ جاہلیت میں لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے۔ اسلام نے اس باطل عقیدے کو ختم کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ترجمہ: "بیماری کا خود بخود متعدی ہونا، بدشگونی لینا، الو کی نحوست اور صفر کی نحوست۔ ان میں سے کوئی عقیدہ درست نہیں۔" (صحیح البخاری: 5757)

اور جہاں تک شادی، کاروبار یا دیگر جائز کاموں کا تعلق ہے، تو شریعت میں اس کی کوئی ممانعت موجود نہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہر جائز کام کسی بھی مہینے میں کر سکتا ہے۔" علینہ نے مسکراتے ہوئے کہا: "تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ شکریہ، مجھے یہ سب بتانے کے لیے۔" عالیہ نے جواب دیا: "کوئی بات نہیں، یہ تو میرا فرض تھا۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ یہ بات اپنے گھر والوں کو بھی سمجھاؤ۔" علینہ نے عزم کے ساتھ کہا: "ان شاء اللہ! میں بھرپور کوشش کروں گی۔"

ہمدردی کا پل

شاکرہ حافظ یاسین

دریا کے کنارے ایک بطخ اپنے ننھے بچوں کے ساتھ دوسرے کنارے کی طرف جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

اتنے میں ایک بے بس بلی دوڑتی ہوئی آئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میرے بچے دریا کے اُس پار ہیں، میں ان تک نہیں پہنچ سکتی۔ کیا تم میری مدد کرو گی؟"

بطخ لمحہ بھر کو خاموش رہی۔ اسے معلوم تھا کہ بلی ایک شکاری جانور ہے، مگر اس نے خوف پر رحم کو ترجیح دی۔ اس نے بلی کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور تیرتی ہوئی اسے دریا کے دوسرے کنارے پہنچا دیا۔

بلی اپنے بچوں سے جا ملی، جبکہ بطخ خاموشی سے واپس پلٹ آئی۔

اس منظر نے یہ سکھایا کہ سچی ہمدردی رشتوں یا دشمنیوں کی محتاج نہیں ہوتی۔ انسان کی اصل عظمت اسی میں ہے کہ وہ ضرورت کے وقت اپنے مخالف کے ساتھ بھی خیر خواہی اور تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔

میری والدہ کی کہانی، میری زبانی

سائرہ محمد ابراہیم

میری والدہ کوئی اتنی بڑی سماجی کارکن یا کوئی اچھی پوسٹ پر بہت بڑی آفیسر تو نہیں لیکن ان کی زندگی میرے لیے ایک کامل نمونہ ہے۔انہوں نے ایک سادہ سی زندگی کے ذریعے ہم سب کو آگے بڑھنے، تعلیم حاصل کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کا حوصلہ دیا۔

میری والدہ منڈی فیض آباد شہر میں پیدا ہوئیں۔جو کہ شرقپور شریف کے نزدیک ہے۔میری امی لوگ پانچ بہن بھائی ہیں۔میری امی بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر ہیں۔میری ماں کا بچپن بہت ہی سادہ اور دلچسپ گزرا۔

میری والدہ بچپن ہی سے پڑھنے کا بہت شوق رکھتیں تھیں۔انہوں نے اپنے آبائی علاقے کے گورنمنٹ سکول میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔جب چھٹی جماعت میں ہوئیں تو ان کی والدہ کا بازو ٹوٹ گیا۔چونکہ وہ اپنے گھر میں بڑی بہن تھیں تو انہیں اپنی تعلیم چھوڑ کر والدہ کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا پڑا۔

یہاں تک تعلیم کا سلسلہ تو ختم ہو گیا لیکن انہیں مختلف کتابوں کا مطالعہ کرنا اچھا لگتا تھا۔ تو وہ ہمیشہ ہی کرتی رہیں۔

میری والدہ چونکہ گھر کی بڑی بیٹی اور بہن بھائیوں میں سب سے بڑی تھیں تو انہیں گھر کے کام کاج بھی جلد سیکھنا پڑے۔ جیسے کچن سنبھالنا، کپڑے سلائی کرنا، کڑھائی کرنا اور بھی بہت کچھ۔

شادی کے بعد کی زندگی میں میری والدہ کو بہت ہی مشکلات کا سامنا کرناپڑا۔لیکن انہوں نے تمام مشکلات کو بہت صبر، تحمل اور ہمت کے ساتھ پورا کیا۔ ان کے سسرال کا گھر ایک جوائنٹ فیملی تھی۔ جہاں پر لڑائی جھگڑے بھی زیادہ ہوتے تھے۔ لیکن انہوں نے وہاں بھی ہمت اور حوصلے سے کام لیا۔اور اپنے آپ کو ایک بہترین عورت، بہترین بیوی اور بہترین بہو ثابت کیا۔

میری والدہ کا ممتا کا سفر نہایت ہی دل فریب ہے۔کیونکہ انہوں نے ہم چار بہن بھائیوں کی اس طرح تربیت کی جو کہ قابل تعریف ہے۔

میری ماں ایک ہمدرد اور دانشمند خاتون ہیں۔ تمام اہل علاقہ ان سے مدد حاصل کرتے ہیں۔اور ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔انہوں نے اپنی زندگی میں درگزر کرنے کو اپنا شعار بنالیا۔ تمام خاندان والوں کو ایک ساتھ جوڑ کر پیار، محبت اور اتفاق سے رکھنا ان کی مہارت اور کامیابی کی دلیل ہے۔

میری زندگی میں میری والدہ کی اہمیت:

میرے الفاظ میری والدہ کے لیے میری ماں دنیا کی تمام ماؤں سے بہترین ماں ہیں۔میری ماں میری جنت ہیں۔

ذرا مسکرائیں

مشتاق احمد یوسفی لکھتے ہیں کہ :

ایک صاحب کہنے لگے،

یار ساری عمر ڈرتے ڈرتے ہی گزر گئی ہے۔

"پہلے والدین سے، پھر اساتذہ سے، پھر افسران سے

پھر موت اور موت کے بعد حساب کتاب سے"۔

میں نے پوچھا؛"آپ نے بیوی کا ذکر نہیں کیا؟"

کہنے لگے؛"ڈر کے مارے نہیں کیا"

ایک پڑوسن نے دوسری پڑوسن سے ایک کتاب پڑھنے کے لیے مانگی۔

دوسری پڑوسن: بہن میں کتاب دیا نہیں کرتی، آپ یہاں بیٹھ کر جتنی چاہیں پڑھ لیں۔

چند روز بعد دوسری پڑوسن پہلی کے گھر گئی اور جھاڑو مانگی۔

پہلی نے کہا: بہن میں کسی کو جھاڑو نہیں دیا کرتی، آپ کو جتنی جھاڑو دینی ہو، یہاں میرے گھر میں دے دیجیے

بچہ (والدہ سے) امی! آج سکول میں ایک تقریب تھی اور سب نے مجھے گانا گانے کے لیے کھڑا کر دیا۔

والدہ: شاباش، پھر تم نے کیا کیا؟

بچہ: امی! میں نے بھی قومی ترانہ پڑھ کر سب کو کھڑا کر دیا

جج (ملزم سے) تم پر الزام ہے کہ تم نے دس سال تک اپنی بیوی کو ڈرا دھمکا کر اپنے کنٹرول میں رکھا۔

ملزم: لیکن جج صاحب۔۔۔۔۔

جج: صفائی نہیں، مجھے صرف طریقہ بتاؤ

ایک شخص (ٹیلی فون پر) کون بول رہا ہے؟

جواب آیا: میں بول رہا ہوں۔

پہلا شخص: کتنی عجیب بات ہے، ادھر بھی میں ہی بول رہا ہوں۔

ایک شخص نے کسی کنجوس آدمی سے مسجد کے لیے چندہ مانگا تو کنجوس نے فوراً دس ہزار کا چیک نکال کر دے دیا۔

چندہ مانگنے والے نے کہا: جناب! اس پر دستخط بھی کر دیجیے۔

کنجوس آدمی بولا: ہم نیک کاموں میں اپنا نام ظاہر نہیں کرتے

خاتون (دکان دار سے) بھائی! چیزوں کا صحیح ریٹ لگاؤ، ہم ہمیشہ آپ کی دکان سے سامان لیتے ہیں۔

دکان دار: خدا کا خوف کرو باجی! میں نے کل ہی تو دکان کھولی ہے

پکوان

عائشہ نعیم

لذیذ اچاری ہرا قیمہ

قیمہ آدھا کلو، باریک کٹی پیاز ایک کپ، بلینڈ کئے ہوئے ٹماٹر دو عدد، بھنا اور کٹا زیرہ ایک چائے کا چمچ، بھنا اور کٹا دھنیا ایک چائے کا چمچ، پسا گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچ، ہلدی ایک چوتھائی چائے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، تیل آدھا کپ۔

ہرا مصالحہ کے اجزا: ہری مرچ دس عدد، دھنیا چار کھانے کے چمچے، ادرک دو انچ کا ٹکڑا، لہسن چھ جوے، دہی دو کھانے کے چمچے، آم کا اچار دو کھانے کے چمچے۔

ترکیب:

آدھا کلو قیمے کو گرائینڈ کئے ہوئے ہرے مصالحے سے 30 منٹ کے لئے میرینیٹ کر لیں۔ آدھا کپ تیل گرم کر کے اس میں ایک کپ باریک کٹی پیاز فرائی کریں، یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں۔ پھر اس میں میرینیٹ کیا ہوا قیمہ، ایک چائے کا چمچ نمک، 1/4 چائے کا چمچ ہلدی اور دو عدد بلینڈ کئے ہوئے ٹماٹر شامل کر کے ڈھکیں اور دس منٹ پکائیں۔

اب اس میں ایک چائے کا چمچ بھنا اور کٹا زیرہ، ایک چائے کا چمچ بھنا اور کٹا دھنیا۔ ایک چائے کا چمچ پسا گرم مصالحہ اور دو کھانے کے چمچے دہی ڈال کر اچھی طرح فرائی کریں۔ جب وہ تیار ہو جائے تو دو کھانے کے چمچے آم کا اچار ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ آخر میں ایک چائے کا چمچ ہرا دھنیا اور دس عدد ہری مرچوں سے گارنش کر کے سرو کریں۔

ہرا مصالحہ چکن کڑاہی

(1) چکن ایک کلو (2) لہسن کچلا ہوا دو کھانے کے چمچ (3) ادرک باریک کٹی ہوئی ایک کھانے کا چمچ (4) نمک حسب ذائقہ (5) دہی پھینٹا ہوا آدھی پیالی (6) ٹماٹر تین عدد درمیانے (7) ہری مرچیں پسی ہوئی ایک کھانے کا چمچ (8) کالی مرچ کٹی ہوئی ایک چائے کا چمچ (9) سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچ (10) ثابت دھنیا موٹا کٹا ہوا ایک کھانے کا چمچ) ہرا دھنیا باریک کٹا ہوا آدھی گٹھی

چکن کو دھو کر چھلنی میں رکھ لیں، دہی کو پھینٹ لیں اور ٹماٹر کے قتلے کر کے رکھ لیں۔ کڑاہی میں ایک کھانے کے چمچ کوکنگ آئل میں لہسن اور چکن ڈال کر چار سے پانچ منٹ درمیانی آنچ پر بھونیں۔ ہری مرچیں، کالی مرچ، سفید زیرہ، کٹا ہوا ثابت دھنیا اور ٹماٹر کے قتلے ڈال کر ہلکی آنچ پر پکنے رکھ دیں۔

جب چکن گلنے پر آ جائے تو نمک، دہی اور کوکنگ آئل ڈال کر اتنی دیر بھونیں کہ ٹماٹر اچھی طرح گل جائے اور تیل علیحدہ ہو جائے۔ آخر میں ادرک اور ہرا دھنیا چھڑک کر ہلکی آنچ پر تین سے چار منٹ دم پر رکھ دیں۔ ڈش میں نکال کر نان یا پراٹھوں کے ساتھ اس زبردست کڑاہی کا مزہ لیں۔